مفت سلسلہ اشاعت 114
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم بے سایہ
مصنف
علامہ ارشد القادری صاحب
رحمۃ اللہ علیہ
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب : سرکار ﷺ کا جسم بے سایہ

مصنف : رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

ضخامت : ۲۴ صفحات

تعداد : ۲۰۰۰

مفت سلسلہ اشاعت : ۱۱۴

اشاعت : ستمبر ۲۰۰۳ء، رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

ابتدائیہ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

زیرنظر کتابچہ "جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان" کے تحت شائع ہونے والے سلسلہ مفت اشاعت کی ۱۱۴ویں کڑی ہے۔ یہ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی تحریر ہے جس میں علامہ موصوف نے سرکار ﷺ کے جسم بے سایہ کے موضوع پر نفیس تحقیق کی ہے جمعیت اشاعت اہلسنّت اس کو مفت شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہی ہے امید ہے یہ کتاب بھی پچھلی کتابوں کی طرح قارئین کے علمی ذوق پر پورا اتریں گی۔

ادارہ

حضرت علامہ مولانا ارشد القادری صاحب علیہ الرحمہ

(۳۷۸)

(بانی جامعہ فیض العلوم جمشید پور بہار)

ولادت نصب:۔ سید پورہ ضلع بلیا (یوپی) میں ۱۹۲۴ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا عبد اللطیف علیہ الرحمہ ایک درویش صفت، متقی اور سلسلہ رشیدیہ کے سالک تھے۔ اسی نسبت سے آپ کا نام "غلام رشید" تجویز فرمایا آگے چل کر "ارشد القادری" کے تخلص سے مشہور و متعارف ہوئے۔

تعلیم:۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، بچپن ہی سے آپ بہت ذہین وفطین تھے۔ درس نظامی کی تکمیل کے لئے دار العلوم اشرفیہ مبارک پور تشریف لے گئے اور جلد ہی اپنی فطری صلاحیتوں کے سبب آپ کا شمار ادارے کے ممتاز طلباء میں ہونے لگے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ آپ کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "پوری زندگی میں ارشد القادری کی طرح بخاری شریف کی عبارت پڑھنے والا کوئی نہیں ملا۔"

علامہ کو حضرت کا اس قدر قرب حاصل تھا کہ جب چند اندرونی اسباب کی وجہ سے ۱۳۶۰ھ میں حضرت حافظ ملت دار العلوم اشرفیہ مبارک پور سے جامعہ عربیہ ناگ پور تشریف لے گئے تو آپ بھی حضرت کے ہمراہ تھے۔

تدریسی خدمات:۔ ۱۳۶۵ھ میں درس نظامیہ کی تکمیل کر کے دار العلوم اشرفیہ سے سند فراغت حاصل کی اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ شمس العلوم ناگ پور میں کئی سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ جہاں مفتی جلال الدین صاب قبلہ امجدی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے طلباء نے (جو اپنے وقت کے مقتدر علماء میں شمار کئے جاتے تھے) شرف تلمذ حاصل کیا۔

دینی و تبلیغی خدمات:۔ ۱۹۵۰ء میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے حکم پر دینی و تبلیغی خدمت کے لئے صوبہ بہار کے مشہور شہر ٹاٹا نگر جمشید پور تشریف لے گئے جہاں لگاتار پانچ سال تک کھلے آسمان کے نیچے سڑکوں کے کنارے بوریا بچھا کر قوم کے نونہالوں کو تعلیم دیتے رہے اور ہزاروں مصائب و آلام کے باوجود آپ کے قدموں میں ذرا برابر بھی لغزش نہ آئی۔

مدرسہ فیض العلوم کا قیام:۔ سالہا سال کی جدوجہد اور روز و شب کی کوششوں سے ٹاٹا کمپنی کی زمین حاصل کر کے دار العلوم فیض العلوم کی بنیاد رکھی۔ یہ ایک ایسا عظیم کارنامہ تھا جس نے

جمشید پور کے بچہ بچہ کو آپ کا گرویدہ بنا دیا مگر آپ نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ آپ کے مساعی جمیلہ سے اور خواص وعوام کے تعاون سے ادارہ کو اس قدر ترقی ملی کہ اس میں ٹیکنکل انسٹی ٹیوٹ کا شعبہ بھی قائم کر دیا گیا ہے۔ جہاں بہار، بنگال اور ہندوستان سے مختلف مقامات کے سینکڑوں کے طلبہ علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ فنِ صنعت سے بھی خود کو آراستہ کر رہے ہیں۔

ادب وفن صحافت:۔ ان خصوصیات کے علاوہ آپ ایک بہترین ادیب اور شاندار صحافی بھی تھے۔ چنانچہ مسلک اہلسنّت کی ترویج واشاعت کے لئے کلکتہ سے جام کوثر اور جمشید پور سے جام نور جیسے وقت کے اہم ترین جرائد جاری فرمائے۔ علامہ موصوف کی ادبی صلاحیت اور قلمی قوت کو ہر ایک نے تسلیم کیا۔ آپ کے ادبی وثقافتی شاہکار دنیائے ادب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تصنیفات:۔ تصنیفات میں زلزلہ، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت، زلف وزنجیر، پالن حقانی کی کتاب شریعت یا جہالت کا جواب، رسالت محمدی کا عقلی ثبوت وغیرہ محتاج تعارف نہیں ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر آپ کی کثیر تصانیف موجود ہیں جو ہندو پاک سے شائع ہو کر بے پناہ مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

حضرت علامہ حضور حافظ ملت کی نظر میں:۔ آپ کی یہی خوبیاں تھیں جنکی وجہ سے حضور حافظ ملت عبد العزیز مبارک پوری علیہ الرحمہ آپ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور آپ کی علمی صلاحیت اور دینی خدمات سے حضرت کس قدر متاثر تھے۔ اس کا اندازہ حضرت کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے کہ: "علامہ ارشد نے جو دین کی زریں اور نمایاں خدمات کی ہیں میں صرف اسے دیکھتا ہوں میں ان کی کیا تعریف کروں ناخن پا سے موئے سر تک وہ علم سے بھرے ہوئے ہیں۔"

شریف بیعت:۔ شرف بیعت فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ الحاج مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمتہ سے حاصل تھا۔

وصال مبارک:۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ کا نورِ نظر، علم وفضل کا آفتاب، شریعت وطریقت کا نقیب، محافظ دین مصطفیٰ ﷺ، وارث علوم نبی ﷺ، جذبہ حب رسول ﷺ سے سرشار، برصغیر کے ذرے ذرے کو چمکا کر ۲ مئی ۲۰۰۲ میں غروب ہو گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب رؤف الرحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے صدقے وطفیل علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ہمیں ان کے نقوش پا پر گامزن رکھتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

پر آشوب دلوں کا اطمینان ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

لیکن کم از کم مذکورہ بالا احادیث و روایات کی روشنی میں لازماً اتنا تسلیم کرنا پڑے گا کہ جسم مبارک کا سایہ نہ ہونے کے متعلق عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ بے بنیاد نہیں ہے۔ اثبات کے صرف دلائل ہی نہیں ہیں۔ قابل اعتماد ہستیوں کا تعامل بھی ہے۔ سایہ نہ ہونے کے ثبوت میں عہد صحابہ سے لے کر دورِ اخیر تک کی یہ مربوط و مسلسل اور متوارث شہادتیں عصر حاضر کے چند خبطی انسانوں کے انکار پر ہرگز مجروح نہیں کی جاسکتیں......!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سرکار کا جسم بے سایہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب جام نور کلکتہ

السلام علیکم

ہمارے یہاں حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے سایہ کے متعلق بحث چھڑی ہوئی ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کا عقیدہ عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔ ایک بشر ہونے کی حیثیت سے جب حضور ﷺ کے ساتھ سارے بشری لوازمات تھے تو جسم کا سایہ بھی بشری خصوصیات سے ہے اس کے نہ ہونے کا تخیل ہی سرا نسر غلط ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ شاعروں کے استعارات کو لوگوں نے عقیدہ بنالیا ہے۔ روایات میں بھی کوئی ایسی قابل اعتماد صراحۃ موجود نہیں ہے کہ حضور ﷺ کے جسم پاک کا سایہ نہیں تھا۔

ازراہِ کرم اس مسئلہ پر تفصیلی روشنی ڈال کر صحیح مسلک سے روشناس کریں۔

والسلام

ریاض الاسلام

بجنور یوپی (انڈیا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

جواب نامہ

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ پر مبسوط بحث فرمائی ہے[1] اور مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کا عقیدہ عوام کا اختراع نہیں ہے بلکہ ائمہ سلف کی تصریحات اور روایات ونصوص سے ثابت ہے۔

عزیزم......! آج کے فتنہ آشوب دور میں ذہن وفکر کا الحاد جتنا بھی سر چڑھ جائے کم ہے۔ آپ کے سایہ نہ ہونے کے ثبوت میں احادیث کے دلائل طلب کر رہے ہیں حالانکہ آپ ہی کے ملک میں ایک ایسا طبقہ بھی موجود ہے جو سرے سے احادیث ہی کو نہیں مانتا اور یہ انکار صرف انکار کی حد تک نہیں ہے بلکہ ان کا دعویٰ ہے کہ اس انکار کے پیچھے ان کے پاس دلائل کے انبار موجود ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلام کے احکام کی بنیاد صرف قرآن پر ہے۔ احادیث کا مجموعہ قطعاً اعتماد کے قابل نہیں ہے۔ کل اس پر بھی بحث چھڑ سکتی ہے اور دلائل کے سہارے احادیث کا انکار کر کے بھی ایک شخص معاشرہ کے ساتھ اپنا مذہبی تعلق برقرار رکھ سکتا ہے۔

پس ایسے گمراہ اور غیر یقینی حالات میں سلامتی کا بجز اس کے اور کوئی راستہ

---

[1] اس موضوع پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تین کتابیں ہیں اور تینوں مطبوعہ ہیں۔

(۱) قمر التمام فی نفی الفی والظل عن سید الأنام (۲) نفی انفی عن بنورہ انا ء کل شیء

(۳) ھدی لحیر ان فی نفی الفی عن سید الإنس والجنا ن ۱۲۔م۔ع۔ نعمانی

نہیں ہے کہ اسلاف کی اصابت رائے پر آنکھ بند کر کے اعتماد کیا جائے۔ فکری الحاد اور ذہنی خودسری کے طوفان میں بہہ گئے تو ایک تنکا بھی سلامت نہیں رہ جائے گا۔ ابھی تو "سایہ جسم رسول ﷺ" ہی کا مسئلہ ہے بدمست شرابیوں کی طرح بہکنے کا یہی انداز رہا تو ایک دن اصل "رسول" ہی کا مسئلہ ان کی مجلسوں میں زیر بحث آجائے گا۔ احادیث کا مقام اعتبار مجروح ہو جانے کے بعد قرآن کی بنیاد ہلنے میں کتنی دیر لگتی ہے؟ اس لیے فریب زدہ ملحدین کا شیوہ اختیار کرنے کے بجائے انہیں یقین و اعتماد کرنے والے اخلاص پیشہ مومنین کا رویہ اپنانا چاہیے۔ اب آپ ذیل میں اپنے سوال سے متعلق چند ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

سب سے پہلے نقل و روایت کے اعتبار سے جسم رسول ﷺ کے سایہ نہ ہونے کے عقیدے کا جائزہ لیجئے۔

احادیث

(الف) امام الحدیث حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

عَنْ ذَكْوَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ ظِلٌّ فِيْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ[1]

ترجمہ: سرور عالم ﷺ کا سایہ مبارک نہ سورج کی دھوپ میں نظر آتا تھا نہ چاندنی میں۔

(ب) سیدنا عبداللہ بن مبارک اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس

---

[1] المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية، مطبوعہ مصر ص ۳۰
كذا فی الزرقانی علی المواهب، ج ۴ ص ۲۲۰ مطبوعہ مصر ۱۲۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:۔

لَمْ یَکُنْ لِرَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَ لَمْ لَقُمْ مَعَ شَمْسٍ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُ ہٗ ضَوْءَ ھَا وَلَا مَعَ السِّرَاجِ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُ ہٗ ضَوْءَ ہٗ [1]

ترجمہ:۔ سرورِ عالم ﷺ کے جسم پاک کا سایہ نہیں تھا نہ سورج کی دھوپ میں نہ چراغ کی روشنی میں سرکار کا نور سورج اور چراغ کے نور پر غالب رہتا تھا۔

(ج) امام نسفی (م ۷۱۰ھ) تفسیر "مدارک شریف" میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل فرماتے ہیں:۔

قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِنَّ اللّٰہَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ الظِّلِ [2]

ترجمہ:۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ خدا عزوجل نے آپ کا سایہ زمین پر پڑنے نہیں دیا تا کہ اس پر کسی انسان کا قدم نہ پڑ جائے۔

(د) حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ شریف میں ابن سبع سے یہ روایت نقل فرمائی۔

قَالَ ابْنُ سُبعٍ مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ ظِلَّہٗ کَانَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ لِاَ نَّہٗ کَانَ نُوْرًا اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِالْقَمَرِ لَا یُنْظَرُ لَہٗ

---

[1] الخصائص الکبری، ج ۱ ص ۶۸ (از نفی الظل 'علامہ کاظمی) زرقانی علی المواہب، ج ۴، ص ۲۲۰، جمع الوسائل للقاری، ج ۱ ص ۱۷۶، نعمانی غفرلہ

[2] مدارک شریف، ج ۲، ص ۱۰۳، مطبوعہ قدیم، اسی کے مثل معارج النبوۃ فارسی رکن چہارم، ص ۱۰۰ اور مدراج النبوۃ ج ۲، ص ۱۶۱ میں ہے۔

ظِلٌّ قَالَ بَعْضُهُمْ وَيَشْهَدُ لَهُ حَدِيْثُ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُعَائِهٖ فَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا [1]

ترجمہ:۔ ابن سبع نے کہا کہ یہ بھی حضور لامع النور ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ سرکار ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا کیونکہ وہ نور تھے۔ آفتاب و ماہتاب کی روشنی میں جب چلتے تھے تو سایہ نظر نہیں آتا تھا۔

بعض ائمہ نے کہا ہے اس واقعہ پر حضور ﷺ کی وہ حدیث شاہد ہے جس میں حضور ﷺ کی یہ دعا منقول ہے کہ پروردگار مجھے نور بنادے۔

نمونہ کے طور پر یہ چار حدیثیں اس دعویٰ کے ثبوت کے لیے کافی ہیں کہ سرکار کے جسم پاک کے سایہ نہ ہونے کا عقیدہ محض بے بنیاد نہیں ہے۔ اس کی جڑیں روایات واحادیث کی تہوں میں موجود ہیں۔

ہوسکتا ہے مذکورہ بالا حدیثوں پر کسی کو کلام ہو اور وہ انہیں فنی نقطہ نظر سے قابل استناد نہ سمجھتا ہو۔ ویسے ہم کسی کے خیال پر پابندی تو نہیں لگا سکتے لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ آج کے اہل علم معلومات کی وسعت، نورِ ایمان کی فراست، انشراحِ صدر، اخلاصِ نیت اور طہارت ودیانت کے اعتبار سے بزرگانِ سلف کے مقابلے میں کسی طرح بھی ترجیح کے قابل نہیں ہوسکتے۔ جبکہ ہر دور کے ائمہ اسلاف نے ان روایات کی روشنی میں اس عقیدہ کی توثیق کی ہے کہ حضور انور ﷺ کے جسم پاک کا سایہ نہیں تھا۔

چنانچہ آئندہ صفحات میں چند مشاہیر کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۶۸،

سایہ نہ ہونے کے ثبوت میں اکابرین امت کی مستند شہادتیں

۱۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

لَمْ یَقَعْ ظِلُّہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَ لَا یُریٰ لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قَالَ ابْنُ سُبعٍ لِاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا قَالَ رَزِیْنُ فَغَلَبَہٗ اَنْوَارُہٗ (انموزج اللبیب)

ترجمہ:۔حضور ﷺ جانِ نور کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور نہ آفتاب ماہتاب کی روشنی میں سایہ آتا تھا۔ابن سبع اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نور تھے۔رزین نے کہا کہ حضور ﷺ کا نور سب پر غالب تھا۔

۲۔امام الزمان قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

وَمَا ذُکِرَ مِنْ اَنَّہٗ لَا ظِلَّ لِشَخْصِہٖ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا فِیْ قَمَرٍ لِاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا وَ اَنَّ الذُّبَابَ کَانَ لَا یَقَعُ عَلٰی جَسَدِہٖ وَ لَا ثِیَابِہٖ [۱]

ترجمہ:۔یہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ آفتاب و ماہتاب کی روشنی میں حضور ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہیں پڑتا تھا اور آپ کے جسم اطہر اور مبارک لباس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نور تھے۔

۳۔علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

مَا جُرَّ بِظِلِّ اَحْمَدَ اخریال فِی الْاَرْضِ کَرَامَۃً کَمَا قَدْ قَالُوْا
ھٰذَا عَجَبٌ وَ لَمْ بِہٖ مِنْ عَجَبٍ وَالنَّاسُ بِظِلِّہٖ جَمِیْعًا قَالُوْا
وَقَدْ نَطَقَ الْقُرْاٰنُ بِاَنَّہُ النُّوْرُ الْمُبِیْنُ وَکُوْنُہٗ بَشَراً لَا یُنَافِیْہِ [۲]

---

[۱] شفاء قاضی عیاض، ج ۱، ص ۳۴۲ ق ۳۴۳
[۲] نسیم الریاض، ج ۳، ص ۳۱۹، مصری

ترجمہ:۔ عظمت واحترام کے باعث حضور ﷺ کے سایہ جسم کا دامن زمین پر گرتا ہوا نہیں چلتا تھا۔ حالانکہ حضور ہی کے سایہ کرم میں سارے انسان چین کی نیند سوتے ہیں اس سے حیرت انگیز بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

اس امر کی شہادت کے لیے قرآن کی یہ شہادت کافی ہے کہ حضور ﷺ نور مبین ہیں اور حضور کا سایہ نہ ہونا بشر ہونے کے منافی نہیں ہے۔

۴۔ امام احمد قسطلانی ارشاد فرماتے ہیں:۔

قَالَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُ عَنِ ابْنِ ذَکْوَانَ وَقَالَ ابْنُ سُبُع کَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نُوْرًا فَکَانَ إِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ أَوِ الْقَمَرِ لَا یَظْهَرُ لَهٗ ظِلٌّ

(مواھب اللدنیه)[۱]

ترجمہ:۔ سرکار دو عالم ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ آفتاب کی روشنی میں پڑتا تھا نہ ماہتاب کی چاندنی میں۔ ابن سبع اسکی وجہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نور تھے اسی لیے چاندنی اور دھوپ میں چلتے تھے تو جسم پاک کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔

۵۔ علامہ حسین ابن محمد دیار بکری ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَمْ یَقَعْ ظِلُّهٗ عَلَی الْأَرْضِ وَلَا یُرٰی لَهٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ

(کتاب الخمیس، النوع الرابع)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ کے جسم انور کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں پڑتا تھا نہ چاندنی میں۔

---

[۱] المواھب اللدنیه، جلد ۱ص ۱۸۰، زرقانی ج ۴، ص ۲۲۰

۶۔امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۴۷ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

وَمِمَّا يُؤَيِّدُ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارَ نُورًا إِنَّهُ إِذَا مَشٰى فِي الشَّمْسِ أَوِالْقَمَرِ لَا يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ لِأَنَّهُ لَا يَظْهَرُ إِلَّا لِكَثِيفٍ وَهُوَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَلَّصَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ سَائِرِ الْكَثَافَاتِ الْجِسْمَانِيَّةِ وَصَيَّرَهُ نُورًا صِرْفًا لَا يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ أَصْلًا (افضل القری، ص ۶۷)

ترجمہ:۔اس بات کی تائید میں کہ حضور سراپا نور تھے اس واقعہ کا اظہار کافی ہے کہ حضور پاک ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہ دھوپ میں پڑتا تھا نہ چاندنی میں۔اس لیے کہ سایہ کثیف چیز کا ہوتا ہے اور خدائے پاک نے حضور ﷺ کو تمام جسمانی کثافتوں سے پاک کر کے انہیں "نور محض" بنادیا تھا۔اسی لیے ان کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔

۷۔علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَكُنْ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ يَظْهَرُ فِي الشَّمْسِ وَّلَا قَمَرٍ

(از: حیات احمدیہ، شرح ہمزیہ ص ۵)

ترجمہ:۔حضور ﷺ کا جسم پاک کا سایہ نہ آفتاب کی روشنی میں پڑتا تھا نہ ماہتاب کی چاندنی میں۔

۸۔شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ) ارشاد فرماتے ہیں:۔

ونبود مر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راسایہ نہ در آفتاب ورنہ در قمر

(مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۲۱)

ترجمہ:۔حضور پاک ﷺ کا سایہ نہ آفتاب کی روشنی میں پڑتا تھا نہ ماہتاب کی چاندنی میں۔

۹۔امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

او صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالمِ شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است چوں لطیف تر از دے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اور سایہ چہ صورت دارد۔

ترجمہ:۔ حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم شہادت میں ہر چیز سے اس کا سایہ لطیف ہوتا ہے اور سرکار کی شان یہ ہے کہ کائنات میں ان سے زیادہ کوئی لطیف چیز ہے ہی نہیں پھر حضور کا سایہ کیونکر پڑتا۔

(مکتوبات ج ۳،ص ۱۴۷، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

۱۰۔ صاحب "مجمع البحار" علامہ شیخ محمد طاہر ارشاد فرماتے ہیں:۔

مِنْ أَسْمَاءِ بِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّوْرُ قِيْلَ مِنْ خَصَائِصِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشٰى فِي الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ

(زبدة شرح شفاء)[1]

ترجمہ:۔ حضور ﷺ کے ناموں سے نور بھی ایک نام ہے اور اس کی خصوصیت ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ دھوپ میں پڑتا تھا اور نہ چاندنی میں۔

۱۱۔امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۴۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں:۔

رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا مَشٰى لَمْ يَكُنْ لَهُ ظِلٌّ[2]

مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ چلتے تو آپ کا سایہ نہ ہوتا تھا۔

۱۲۔صاحب سیرت الحلبیہ (معروف بہ سیرت شامی) فرماتے ہیں:۔

إِذَا مَشٰى فِي الشَّمْسِ أَوِ الْقَمَرِ لَا يَكُوْنُ لَهُ ظِلٌّ لِأَنَّهُ كَانَ نُوْرًا

---

[1] مجمع بحار الأنوار [2] المعروف الراعد

ترجمہ:۔ حضور ﷺ جب سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ ﷺ کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نور تھے۔

۱۳۔امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ نَزَّہَ الرَّحْمٰنُ ظِلَّکَ أَنْ یُرٰی عَلَی الْأَرْضِ مُلْقٰی فَانطَوٰی لِمَزِیَّۃٍ

ترجمہ: خدائے رحمٰن نے آپ کے سایہ کو زمین پر واقع ہونے سے پاک فرمایا اور پائمالی سے بچنے کے لیے آپ کی عظمت کے سبب اس کو لپیٹ دیا کہ دکھائی نہ دے۔

۱۴۔علامہ ملا علی قاری (م۔۱۰۱۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں:۔

ترجمہ: کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا نہ سورج کی روشنی میں چلتے وقت نہ چاند کی چاندنی میں۔

امام شیخ احمد مناوی بھی یہی فرماتے ہیں:۔

۱۵۔امام العارفین مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں:

چوں فناش از فقر پیرایہ شود
او محمد دارے بے سایہ شود

(مثنوی معنوی دفتر پنجم)

ترجمہ: جب فقر کی منزل میں درویش فنا کا لباس پہن لیتا ہے تو محمد ﷺ کی طرح اس کا بھی سایہ زائل ہو جاتا ہے۔

حضرت علامہ بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

"در مصرعہ ثانی اشارہ بہ معجزۂ آں سرور ﷺ است کہ آں سرور را سایہ نہ می افتاد"

ترجمہ: دوسرے مصرعہ میں حضور ﷺ کے اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

۱۶۔امام المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز (م۱۲۳۹ھ) بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

از خصوصیات کہ آں حضرت ﷺ را در بدن مبارکش دادہ بودند کہ سایہ ایشاں بر زمین نہ می افتاد (تذکرۃ الموتی والقبور، ص ۱۳)

ترجمہ: جو خصوصیات نبی اقدس ﷺ کے بدن مبارک میں عطا کی گئی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

۱۷۔قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م۱۲۲۵ھ) (صاحب مالا بدمنہ وتفسیر مظہری) فرماتے ہیں:۔

می گویند کہ رسول خدا را سایہ نہ بود[1]

ترجمہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

مشاہیر امت کے اقتباسات پھر ایک بار غور سے پڑھ جایئے۔بات سرسری طور پر نہیں کہہ دی گئی ہے آگے پیچھے عقل ونقل کا انبار ہے منکرین کے پاس سب سے بڑی دلیل بشریت کا پیکر ہے۔یہ استدلال بھی مذکورہ بالا اکابرین کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔اپنی عبارتوں میں اس کا ذکر بھی کرتے ہیں۔اس کے باوجود صراحت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے جسم انور کا سایہ نہیں تھا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ بے خبری میں نہیں ہے۔بھرپور معلومات کے اُجالے میں ہے۔

کیا اس کے بعد بھی اس الزام کے لیے گنجائش رہ جاتی ہے کہ جسم پاک کا سایہ نہ ہونے کا تصور عوامی ذہن کا اختراع ہے۔ملت کے ان اساطین کو اگر عوام کی

---

[1] تذکرۃ الموتی والقبور، ص ۱۳

صف میں کھڑا کیا جاسکتا ہے تو پہلے یہ بتایا جائے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد امت کے اکابر کی فہرست میں کون لوگ آتے ہیں؟

ویسے پرآشوب دلوں کا اطمینان ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ لیکن کم از کم مذکورہ بالا احادیث وروایات کی روشنی میں لازماً اتنا تسلیم کرنا پڑے گا کہ جسم مبارک کا سایہ نہ ہونے کے متعلق عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ بے بنیاد نہیں ہے۔ اثبات کے صرف دلائل ہی نہیں ہیں۔ قابل اعتماد ہستیوں کا تعامل بھی ہے۔ سایہ نہ ہونے کے ثبوت میں عہد صحابہ سے لے کر دورِ اخیر تک کی یہ مربوط و مسلسل اور متوارث شہادتیں عصر حاضر کے چند خبطی انسانوں کے انکار پر ہرگز مجروح نہیں کی جاسکتیں۔ مذہبی قدروں کی پامالی کا اس سے زیادہ دردناک ماتم اور کیا ہوسکتا ہے کہ شہرستان جہالت کا ہر خاکروب رازی وغزالی کی مسند سے بات کرتا ہے اور تماشہ یہ ہے کہ تحت الثریٰ میں دھنسی ہوئی بنیادوں کو ہلانے کی کوشش میں خود اپنے ہی ذہن کی بنیاد ہل جاتی ہے۔ خدائے قدیر دور جدید کے شروفتن سے سادہ لوح مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

یہاں تک نقل وروایت کی حیثیت سے مسئلے پر بحث کی گئی ہے آگے "بشریت" کے استدلال کا بھرپور جائزہ ملاحظہ فرمائیں۔

منکرین کے استدلال کا تنقیدی جائزہ

سرکار رسالت ﷺ کے جسم انور کے سایہ نہ ہونے کے انکار میں منکرین کی طرف سے جو دلیل انتہائی شدومد کے ساتھ پیش کی جاتی ہے وہ سرکار کی "بشریت" ہے۔

منکرین کا ذہن اوران کے استدلال کا رخ سمجھنے کے لیے ایک پُر جوش ممبر کی دلیل ملاحظہ فرمایئے:۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ سایہ کثیف کا ہوتا ہے اور آپ کی ذات سر سے پاؤں تک نور ہے وہ یہ بھول جاتا ہے کہ حضور نے طائف میں پتھر اور غزوۂ احد میں زخم کھائے ہیں۔

قمقمے سے نکلنے والی روشنی یا چاندنی سے نکھرتی ہوئی فضا میں پتھر چلایئے۔ کیا نور کے جسم سے خون پھوٹ نکلے گا؟ ظاہر ہے کہ کثیف چیز کی چوٹ کثیف چیز پر پڑتی ہے نہ کہ لطیف پر۔

(ماہنامہ "تجلی دیوبند"، حاصل مطالعہ نمبر ص ۳۹)

ذرا گہرائی میں اتر کر سوچئے......! روحانی قدروں اور معجزات کے انکار میں یورپ کے مادہ پرست ملحدین جس رخ پر سوچتے ہیں۔ اس میں اور اس اندازِ فکر میں کیا فرق ہے۔

طبعی قانون ان کے یہاں بھی دماغ کے صنم خانہ کا سب سے بڑا بت ہے اور منکرین نے بھی اسی قانون کو اپنا قبلۂ فکر بنایا ہے۔ ایمان واعتقاد کا رشتہ ٹوٹ سکتا

ہے۔ طبعی قانون بھلا کیوں کر ٹوٹے گا۔ تاریخ وسیر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ نے طائف میں پتھر اور غزوۂ احد میں زخم کھائے ہیں۔ طبعی قانون نے یہ بتایا کہ کثیف چیز کی چوٹ کثیف ہی چیز پر پڑتی ہے نہ کہ لطیف پر۔ اس لیے معاذ اللہ حضور ﷺ کے جسم کا کثیف ہونا ضروری ہے اور جب وہ کثیف ہے تو اس کا سایہ بھی لازمی ہے۔

طبعی قانون کی بنیاد پر سایہ نہ ہونے کے انکار میں سوچنے کا یہ انداز اگر حق بجانب قرار دے دیا جائے تو حضور ﷺ کے ایک سایہ نہ ہونے کا عقیدہ ہی نہیں، انبیاء کے سارے معجزات سے انکار کیا جاسکتا ہے۔

مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ید بیضاء سے روشنی پھوٹنے کا عقیدہ قرآن سے ثابت ہے۔ وہاں بھی اسی طرح کا سوال اٹھایا جاسکتا ہے کہ عام طبعی قانون کے مطابق روشنی یا تو چراغ سے پھوٹتی ہے یا کسی لطیف شے سے۔

یونہی جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کر دیا کرتے تھے وہاں بھی یہ عقلی معارضہ قائم کیا جاسکتا ہے کہ سوکھی ہوئی رگوں اور بجھے ہوئے دل اور ٹھنڈی لاش میں زندگی کی واپسی عادۃً اور طبعاً ممکن نہیں ہے۔ اس لیے معاذ اللہ یہ عقیدہ سراسر غلط اور خلافِ واقعہ ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ اسلام کے مسلمات میں سے ہے کہ ان کی مٹھی میں لوہا موم کی طرح پگھل جاتا تھا۔ یہاں بھی قانون کی دیوار حائل کیجئے کہ لوہا کو پگھلانے کے لیے جتنی حرارت کی ضرورت ہے وہ صرف آگ بہم پہنچا سکتی ہے۔ جسم انسانی میں اتنی حرارت کی موجودگی طبعاً ناممکن ہے۔ اس لیے

معاذ اللہ یہ عقیدہ بھی خلاف واقعہ ہے۔

یونہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ محتاج ثبوت نہیں ہے کہ دہکتے ہوئے انگاروں اور ابلتے ہوئے شعلوں میں انہیں ڈال دیا گیا لیکن آگ کے سمندر سے وہ بال بال بچ کر نکل آئے۔

یہاں بھی طبعی قانون کا سکہ رائج کیجئے کہ دہکتے ہوئے شعلوں سے کسی بشری جسم کا محفوظ نکل آنا عقل اور فطرت دونوں کے خلاف ہے۔ اس لیے معاذ اللہ یہ قصہ بھی کسی فرضی داستان کی طرح قطعاً غلط اور خلافِ واقعہ ہے۔

یہاں تک کہ خود سرور کائنات ﷺ کے متعلق احادیث کی کتابوں میں اس طرح کے بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ درخت سرکار کے اشارے پر جھومتے جھامتے زمین کا سینہ شق کرتے، اپنے تنوں کے بل پر چلتے ہوئے حاضر خدمت ہوتے اور اشارہ پاکر پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹ جایا کرتے تھے۔

یہاں بھی قیاس کی تک بندی لڑایئے کہ درختوں کا بات سمجھنا، کسی کی طرف چلنا پھر واپس ہو جانا اور جڑ چھوڑ دینے کے باوجود شاداب رہنا قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔ اس لیے معاذ اللہ یہ واقعہ بھی صحیح نہیں ہے۔

اور استن حنانہ کا واقعہ تو اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے کہ ایک چوب خشک سے حضور ﷺ کا جسم پاک مس ہو گیا تو نہ صرف یہ کہ اس میں زندگی کا شعور پیدا ہو گیا بلکہ اس کے اندر عشق کا سوز و گداز جاگ اٹھا۔ اور غم زدہ انسانوں کی طرح ہجر رسول ﷺ میں پھوٹ پھوٹ کر وہ رونے لگی۔

یہاں بھی عقل بدمست کی رہنمائی میں زبان طعن دراز کیجئے کہ طبعی قانون کی

رو سے ایک سوکھی ہوئی لکڑی میں انسانی زندگی کا فروغ کبھی منتقل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے معاذ اللہ یہ واقعہ بھی سراسر فرضی اور بے بنیاد ہے۔

اسی طرح سرکار رسالت ﷺ کے جسم پاک کے متعلق عام طور پر احادیث کی کتابوں میں یہ روایات موجود ہیں کہ حضور ﷺ کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ حضور ﷺ کا پسینہ مشک وعنبر کی طرح خوشبو سے معطر رہا کرتا تھا۔ اپنے سے طویل القامت انسانوں کی بھیڑ میں بھی حضور ﷺ سب سے اونچے نظر آتے تھے۔ پھر اسی بشری جسم کے ساتھ حضور ﷺ شبِ معراج میں فضائے بسیط سے گذرے آسمانوں پر گئے۔ جنتوں کی سیر فرمائی۔ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے حجابِ عظمت طے کر کے لامکان میں پہنچے اور جلوۂ الٰہی کا ماتھے کی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے تاروں کی چھاؤں میں بخیر وعافیت واپس لوٹ آئے۔

عقل کے گھوڑے پر سوار ہو کر معاذ اللہ! انکار کر دیجئے ان ساری روایات کا بھی۔ ان میں سے کون سی ایسی بات ہے جو طبعی قانون کے تحت بشر کے عام حالات سے مطابقت رکھتی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ ان ساری باتوں کے جواب میں یہ کہا جائے کہ یہ انبیاء کے معجزات ہیں اور معجزات خدا کے بے پایاں قدرت کے مظاہر ہوتے ہیں۔ اس لیے ان واقعات کو تسلیم کر لینے میں کوئی عقلی اور طبعی استحالہ نہیں ہے۔

اس جواب کی صحت تسلیم۔ لیکن پھر یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ کی وسیع قدرت صرف اس بات سے عاجز ہے کہ اس کے محبوب سراپا نور ﷺ کے جسم پاک کا سایہ نہ ہو۔

اس بحث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سایہ نہ ہونے کے ثبوت میں جو دلائل ہم

نے پہلے پیش کیے ہیں تھوڑی دیر کے لیے ان سے قطع نظر بھی کرلیں جب بھی صرف اس بنیاد پر اس عقیدے کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسا ہونا عقلاً وطبعاً ناممکن ہے۔

واضح رہے کہ معجزات کے ذکر سے ہمارا مدّعا صرف اتنا ثابت کرنا ہے کہ جب ان اُمور کے واقع ہونے میں طبعی قانون کا سسٹم مانع نہیں ہے تو جسم پاک کے سایہ نہ ہونے کی بحث میں طبعی قانون کو انکار کی بنیاد کیوں بنایا جاتا ہے؟

اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ حضور ﷺ کا سرتاپا نور ہونا سایہ نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ سایہ نہ ہونے کی توجیہہ ہے۔ دلیل تو دراصل وہ روایات ہیں، جو احادیث کی کتابوں میں بالکل اسی طرح منقول ہیں جس طرح دیگر معجزات کی روایتیں نقل کی گئی ہیں۔

فتنہ آشوب اور باطل نژاد ذہن کا یہ بھی بہت بڑا مغالطہ ہے کہ چونکہ حضور ﷺ زخمی ہوئے جسم پاک سے لہو ٹپکا، اس لیے ثابت ہوا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کا جسم نوری نہیں تھا۔ کثیف تھا اور جب کثیف تھا تو اس کا سایہ پڑنا ضروری تھا۔

سمجھ میں بات نہیں آتی کہ حضور ﷺ کے زخمی ہونے اور سایہ نہ ہونے میں تضاد کیا ہے؟ جسم واحد سے متضاد کیفیتوں کا ظہور ناممکن کب ہے؟ مثال کے طور پر عام انسانوں کا جسم متضا عناصر کا مجموعہ ہے۔ اور ہر عنصر کا ظہور بہ یک وقت ہوتا رہتا ہے۔ پس عنصر آتش کی کیفیت کا ظہور دیکھ کر اگر کوئی عنصر آب کی موجوگی کا انکار کرتا ہے تو اسے پاگل پن کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

سرکارِ رسالت ﷺ جہاں سراپا نور تھے وہاں یہ عقیدہ بھی امر واقعہ ہے کہ حضور "بشر" بھی تھے۔ اور یہ بھی امر واقعہ ہے کہ جسم پاک سے نوری اور بشری دونوں کیفیتوں کا ظہور ہوتا رہا۔

جب سرکار کے جسم پاک سے لہو ٹپکا۔ جب سرکار کو کھانے پینے کی اشتہاء ہوئی۔ جب حضور ازدواجی زندگی سے ہمکنار ہوئے جب کبرسنی میں ضعف اور نقاہت لاحق ہوئی اور جب جسم پاک کو علالت پیش آئی تو اس وقت بشریت کے اوصاف کا ظہور تھا۔

لیکن جب سرکار نے کئی مہینے تک بغیر افطار کے مسلسل روزے رکھے اور کسی طرح کی جسمانی نقاہت نہیں پیدا ہوئی۔ جب سرکار نے اندھیری رات میں اپنے گاؤں لوٹتے وقت ایک صحابی کو کھجور کی شاخ دست کرم سے مس کر کے عنایت فرمائی اور کچھ دور چلنے کے بعد وہ چراغ کی طرح روشن ہوگئی جب ہجرت کی رات محاصرہ کیئے ہوئے قاتلوں کی پلکوں کے نیچے سے حضور ﷺ باہر نکل آئے اور کوئی انہیں نہیں دیکھ سکا۔ جب سرکار نے ایک حبشی غلام کے سیاہ چہرے کو اپنے نظر کی تجلی سے اجلا بنا دیا ۔جب جسم پاک کے ساتھ حضور ﷺ نے شب معراج ملکوت اعلیٰ کی سیر فرمائی اور سدرۃ المنتہیٰ کے اس خط سے آگے نکل گئے جہاں فرشتوں کے پَر جلتے ہیں۔ جب حضور ﷺ پس پشت چیزوں کو اسی طرح ملاحظہ فرماتے جس طرح سامنے کی چیزوں کو کوئی دیکھتا ہے تو اس وقت نورانیت وقدوسیت کے اوصاف کا ظہور تھا۔

حاصل بحث یہ کہ جس آن میں حضور ﷺ کا "پیکر "بشری تھا اُسی آن میں حضور ﷺ نور بھی تھے۔ سرکار کی دونوں حیثیتوں میں کوئی عقلی اور شرعی منافات نہیں ہے اور جب جسم پاک کی دو حیثیتیں تھیں تو دونوں طرح کے اوصاف کا ظہور دیکھ کر جس طرح سرکار کی بشریت کا انکار غلط ہے۔ بالکل اسی طرح بشریت کے مظاہر دیکھ کر سرکار کی نورانیت کا انکار بھی صحیح نہیں ہے۔ مسلک حق دونوں حیثیتوں کا جامع اور دنوں جہتوں کو مشتمل ہے۔

ایک نیا اضافہ

حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی کے قلم سے

حضور جان نور ﷺ کے جسم کے سایہ نہ ہونے پر گذشتہ اوراق میں حضرت علامہ ارشد القادری صاحب نے جو عقلی اور نقلی دلائل پیش فرمائے ہیں وہ ایک اسلامی الفکر اور صحیح الایمان شخص کے لیے بجائے خود اطمینان بخش بھی ہے اور روح افزا بھی۔ حضور سرکار رسالت مآب ﷺ کی معجزانہ فضیلت اور پیغمبرانہ قوت و مزیت کا اعتراف کر لینے کے بعد یہ مسئلہ خود ہی آسانی سے مومن کے قلب کی گہرائی میں جگہ پا لیتا ہے مگر ذہنوں پر شخصیت پرستی اور گروہی عصبیت کا ایسا تسلّط ہوتا ہے کہ جب تک ان کی جماعت ہی کے کسی عالم کا قول نہ نقل کیا جائے اطمینان خاطر نہیں ہوتا۔ لہٰذا میں ایسے ہی منکرین کی ضیافت طبع اور ذہن دوزی کے لیے انہی کے گھر کی چند شہادتیں پیش کر رہا ہوں۔ تاکہ اگر ان کے ذہن کا کانٹا نہ بھی نکل سکے تو کم از کم دعوت فکر ضرور ہو۔

رشید احمد گنگوہی پیشوائے اہل دیوبند کی تحریر ملاحظہ ہو:

> حق تعالی آنجناب سلامہٗ علیہ را نور فرمود و بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی سایہ نداشتند و ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند۔

(امداد السلوک، ص ۸۵۔۸۶، مطبوعہ بلالی دخانی پریس ساڈھورہ)

یعنی: حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نور فرمایا ہے اور یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ

آنحضرت ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام کا سایہ ہوتا ہے۔

۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا بیان ہے:

یہ جو مشہور ہے کہ سایہ نہ تھا حضور ﷺ کا تو یہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے گو وہ ضعیف ہیں۔ مگر فضائل میں متمسک بہ ہو سکتی ہیں۔ (میلاد النبی ج ۴، الربع فی الربیع، ص ۵۷۲)

دوسری جگہ نہایت واضح الفاظ میں یوں ہے:

یہ بات بہت مشہور ہے ہمارے حضور ﷺ سراپا نور ہی نور تھے۔ حضور ﷺ میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی۔ اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔ کیوں کہ سایہ کے لیے ظلمت لازمی ہے۔ (شکر النعمۃ بذکر الرحمۃ، ص ۳۹، بحوالہ الذکر الجمیل، از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی)

۳۔ مفتی دیوبند جناب عزیز الرحمٰن کے قلم کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو:

سوال: وہ حدیث کون سی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا۔

الجواب: امام سیوطی نے "خصائص کبریٰ" میں آنحضرت ﷺ کا سایہ زمین پر نہ واقع ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

أَخرَجَ الْحَكِيمُ التِّرمِذِى عَنْ ذَكْوَانَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُرىٰ لَهُ ظِلٌّ فِى الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اور تواریخ حبیب الٰہ میں عنایت احمد صاحب لکھتے ہیں:

آپ کا بدن نور تھا اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ مولوی حاجی رحمت اللہ نے آپ کے سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے۔ اس قطعہ میں:

پیغمبر ماند اشت سایہ
نا شک نہ دل یقین میفتد
یعنی ہر کس کہ پیرو اوست
پیدا ست کہ پا زمین میفتد

(عزیز الفتویٰ، جلد ۶، ص ۲۰۲)

امید ہے کہ اب ہر منصف مزاج مسئلہ کی پوری نوعیت سے واقف ہو گیا ہوگا اور کسی منکر کو بھی انکار کی مجال نہ ہوگی۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ إِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیرِ اہتمام ہر پیر کو بعد نماز عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت:۔

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:۔

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری:۔

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

بھیڑ
ڈال
ہو
فتنے
لے ل
ایمان
صحابہ
ہو
کہتے
ہے ک
تمری
توہین
رسال
اندر

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)